نظرات

صد حیف، ڈاکٹر محمد زبیر صاحب صدیقی بھی گذشتہ ماہ ہم سے جدا ہوگئے، عمر پچاسی چھیاسی کے قریب ہوگی، ہماری گذشتہ نسل میں برصغیر انڈو پاک کی یونیورسٹیوں میں عربی اور فارسی کے جو نامور اور بلند پایہ اعلیٰ مغربی تعلیم یافتہ اساتذہ پیدا ہوئے ہیں ڈاکٹر صاحب مرحوم اُن میں گل سرسبد کی حیثیت رکھتے تھے اور اس بزم کی آخری شمع بھی تھے، مرحوم نے ابتداءً تعلیم مدرسۂ عالیہ رام پور میں پائی تھی یہ مدرسہ اُس زمانہ میں منطق اور فلسفہ کے لئے مشہور تھا اور مولانا محمد طیب مکی اور مولانا فضل حق ایسے نامور فاضل روزگار اس مدرسہ کے علی الترتیب پرنسپل اور صدر المدرسین تھے، مرحوم نے دونوں سے خاطر خواہ استفادہ کیا، لیکن ابھی فارغ نہیں ہوتے تھے کہ ایک مرتبہ مدرسہ کے بنگالی اور پٹھان طلبہ میں سخت فساد ہوگیا اور دو بنگالی طالب علم مارے گئے، ریاست نے فوراً مدرسہ کے بند کرنے اور طلبہ کو ہوسٹل چھوڑنے کا حکم دیا، ڈاکٹر صاحب نے خود بیان کیا تھا کہ اس حکم کے ماتحت وہ بھی رام پور چھوڑکر مرادآباد آگئے اور وہاں شاہی مسجد کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ لیکن جی نہ لگا اور چند مہینوں کے بعد اسے بھی چھوڑکر وطن (بہار) آگئے۔ اب انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا اور پھر انگریزی کے امتحانات دینے شروع کئے، عربی میں ایم-اے کے بعد حکومت بہار کے وظیفہ پر کیمبرج گئے اور ڈاکٹر ہوئے، وطن واپس آکر کچھ دنوں لکھنؤ یونیورسٹی میں عربی کے استاد رہے، پھر جس زمانہ میں ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی کلکتہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے اور انھوں نے اپنے والد سر اسوتوش مکرجی کے نام پر یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ و ثقافت

کا ایک شعبہ کھولا تھا وہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اس شعبہ کے سربراہ کی حیثیت سے لکھنؤ سے کلکتہ لے آئے، عربی اور فارسی کے مشترکہ شعبہ کے صدر اور پروفیسر بھی مقرر ہوتے اور آخر ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء میں اس عہدہ سے سبکدوش ہو کر کلکتہ ہی میں مستقلاً اقامت گزیں ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب عربی انگریزی اور اردو تینوں زبانوں کے بلند پایہ مصنف تھے، عربی میں ان کی کتاب "السیر الحثیث فی تدوین الحدیث" اور انگریزی میں "حدیث لٹریچر" اور عربی و فارسی میں طب" بڑی محققانہ اور معرکہ آرا کتابیں ہیں ان کے علاوہ انھوں نے "تاریخ بیمارستان" اور "فردوس الحکمۃ" یہ دونوں کتابیں اڈٹ بھی کی تھیں "اسلام میں عورت کا مرتبہ" کے عنوان سے ایک طویل محققانہ مقالہ بھی لکھا تھا، اُن کا ارادہ مزید اضافہ کر کے اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کا تھا۔ لیکن غالباً یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ مستشرقین میں بھی اُن کا بڑا اعتبار اور وقار تھا، طبعاً بڑے خلیق، شگفتہ طبع اور متواضع تھے، دینداری انھوں نے ورثہ میں پائی تھی، راقم الحروف سے انھیں ایسا تعلق خاطر تھا کہ کلکتہ کے قیام کے زمانہ میں ہفتہ میں ایک مرتبہ میں اُن کے یہاں جاتا تھا اور ایک مرتبہ وہ اکثر متعلقین کے ساتھ تشریف لاتے تھے، اللہ تعالیٰ اُن کو مغفرت و بخشش کی نعمتوں سے نوازے، اب ایسے لوگ کہاں ملیں گے، ضرورت ہے کہ اُن پر ایک مستقل مقالہ شائع کیا جائے موقع ہوا تو یہ فرض جو برہان پر قرض ہے برہان انجام دے گا۔

گذشتہ ماہ مارچ کی تین تاریخ سے ۱۴ تک پاکستان میں بڑے طمطراق اور شان و شوکت سے ایک بین الاقوامی سیرت کانفرنس وزارت امور مذہبی و اوقاف اور ہمدرد فاونڈیشن کے مشترکہ اہتمام و انتظام کے ماتحت منعقد ہوئی، اس کانفرنس کی یہ خصوصیت عجیب و غریب تھی کہ یہ کسی ایک شہر میں نہیں ہوئی، بلکہ متحرک رہی، چنانچہ وزیر اعظم مسٹر بھٹو